ایران میں اہلِ سُنّت پر مظالم

اب تک سیکڑوں علماء اور کارکنوں کو بے گناہ شہید کیا جا چکا ہے

پریس ریلیز : رخارجیہ کمیٹی "سازمانِ مجاہدین اہل سنت" ایران سے

عقل و بصیرت والے عموماً حقیقت تک رسائی کے لئے کسی بھی چیز کی دو صورتوں کو ہی دیکھتے ہیں : ر مثبت ، منفی ۔ یا ۔ اصلی اور جعلی ۔ چونکہ اصل و نقل میں کچھ نہ کچھ تفاوت اور امتیاز ضرور ہوتا ہے اس لئے اس کے تمام پہلوؤں پر غور و فکر کے نتیجہ میں حقائق کی روشنی حاصل کرنے میں آسانی ہی ہو جاتی ہے ، موجودہ دور کے مسلمانوں کی شامتِ اعمال ہے کہ اسلامی انقلاب اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لئے کتنی قربانیاں ، کہاں ، کس نے ، کس طرح دیں ؟ سب کچھ نظرانداز کر کے نتائج کا ثمر کسی اور کی جھولی میں ڈال دیا جاتا ہے ۔ اور ان تمام حالات و واقعات سے بین الاقوامی سازش کے تحت مسلمانوں کو بے خبر رکھا جاتا ہے ۔ جس کے لئے میڈیا سب سے اہم کردار ادا کر رہا ہے ، زوالِ برطانیہ کے بعد جس انداز میں اسلامی تحریکوں کے لئے ناقابلِ حل مسائل اور پیچیدگیاں پیش آئیں ۔ وہاں یہ بات بھی حقیقت بنی کہ مسیحیت کی یلغار اور اس کی سیاسی دغابازی اور خیانت امتِ مسلمہ کی اجتماعی روح کو مردہ نہ بنا سکی ۔ مسلمانوں کی یہ اجتماعی فکری ، بیداری عالمی کفر کے لئے ایک ناقابلِ برداشت چیلنج تھا ۔ چنانچہ جہاں بھی اسلامی تحریکیں مضبوط تھیں اور حکومتِ شرعیہ کے قیام کے لئے بیش بہا قربانیاں دی گئی تھیں ، وہاں عالمی استعمار نے اسلامی تحریکات کو دبانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتی بلکہ اس کے مقابلے میں ایک ایسے مقام ، مقصد اور فکر کو تلاش کیا گیا جسے نقل ہونے کے باوجود اصل کی جگہ زبردستی فٹ کیا جائے شیعہ مکتبِ فکر اپنے مخصوص بے بنیاد عقائد اور سطحی فکر و فلسفہ کی بدولت ، ہر دور کے اسلامی سماج میں دشمنانِ اسلام کے عزائم کا محافظ رہا ہے اس لئے اس بار بھی عالمی کفر کی نظرِ انتخاب ، پاکستان ، ترکیہ ، مصر اور فلسطین کی کی بجائے ایران پر پڑی ۔ اور ایک خاص ڈرامائی انداز میں شاہ کو بے دخل کر کے خمینی کو مسندِ اقتدار پر بٹھایا گیا ان کے لئے یہ انتخاب لاجواب اور بے مثال تھا کہ اس کے ذریعہ سے اسلامی تحریکوں کو بدنام اور مایوس کرنے کی راہ ہموار کی گئی اور اسلام کے لبادے میں چھپے ہوئے سبائی اور رافضی منافقوں کو وحدتِ اُمّت پارہ پارہ

کرنے کا کام سونپا گیا۔ چونکہ عالمی شیطان جانتے تھے کہ اگر پاکستان یا کسی دوسرے ملک میں صحیح اسلامی انقلاب آگیا یا جس کی مذہبی وسیاسی قیادت اصحاب رسول علیہ السلام کی روش پر ہو تو صاف ظاہر ہے کہ وہاں قرآن وسنت کے قوانین نافذ ہوں گے جب کہ دنیا بھر کے وہ انسان جو اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین سے تنگ آچکے ہیں اسلام کی راہ پر چل کھڑے ہوں گے۔

شیعہ فکر مسلمانوں کے فکری انتشار اور اضطراب کے لئے پیدا کیا گیا، عالمی شیطانی قوتیں ناقص اور ضعیف عقائد اور سیاسی بدا عمالیوں کو بنیاد بنا کر دنیا میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ایرانی طرز کا اسلامی انقلاب آئے گا تو تباہی اور بربادی ہوگی جب کہ فی الحقیقت یہ انقلاب اسلامی نہیں بلکہ ایرانی اور شیعی انقلاب تھا جو اسلام دشمن قوتوں کی تمنا کے عین مطابق تھا۔ ایک متعصب مذہبی ٹولے نے ظلم و بربریت کا ایسا سلسلہ شروع کیا، جو ہلاکو، چنگیز، رستم اور کیخسرو پرویز بھی نہ کرسکے۔ صرف شخصی اور گروہی اقتدار کے تحفظ کے لئے لاکھوں دانشوروں اور جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس ناقص اور مذموم عمل کے ساتھ ساتھ امّتِ مسلمہ کی صفوں میں انتشار اور افتراق کا بھی راستہ کھولا گیا، پہلی فرصت میں عالمی سطح پر شیعوں کی تنظیم سازی کی گئی اور اس مشن پر بے دریغ ایرانی سرمایہ خرچ کیا گیا۔

اس کے علاوہ وہابیت کی بنیاد پر ایک ڈس انفارمیشن سیل قائم کیا گیا جسے دنیا کی صحیح اسلامی تحریکوں کے خلاف استعمال کیا گیا، عالمی سطح پر شیعیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ سُنّی مسلمانوں کو شیعہ بنانے کی تحریک شروع کی گئی۔ جب کہ ایران کے اندر اہلِ سنت کو سیاسی، مذہبی اور تمدنی حقوق سے زبردستی محروم کردیا گیا۔ اس صورتِ حال کو ایران کے سُنّی علماء اور عامۃ الناس اچھی طرح سمجھ چکے تھے لیکن ایرانی حکومت کے خلاف ادنیٰ سی بات کہ دینا موت کا پیغام تھی، اہلِ سنّت کے علماء کو زر اور زور کے بل بوتے پر رام کرنے کی کوشش بھی کی گئی مگر ان کی مزاحمت پر متعصب گروہ نے اہلِ سنّت کے علماء کو ہراساں کرنا شروع کردیا اور معمولی سیاسی اختلاف پر بھی علماء کو قتل اور زندان کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

اسی بنیاد پر مولانا نظر محمد، مولانا محی الدین اور بہت سارے دیگر علماء گرفتار ہوئے ان پر اتنا تشدد ہوا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے بہت سارے فسادات ہوئے اور سُنّی علاقوں میں شیعہ نوآبادیاں تعمیر کرائی گئیں۔ مؤمنین اہل سنت نے انہی مسائل کو مدِّ نظر رکھ کر ایران کی جابرانہ فضا سے بغاوت کرکے قرب وجوار کے ممالک میں اپنے ایمان وعقیدہ اور مذہب کی بقاء کے لئے پناہ گیر ہوئے اور ان ممالک میں بسنے والے مسلمانوں

نے نہایت فراخ دلی اور خوش اسلوبی سے ان مظلوموں کی آبادکاری میں تعاون کیا، اس آزاد فضا میں ایرانی اہل سنت کے جانباز علماء نے ایک سیاسی پلیٹ فارم تشکیل دینا ضروری سمجھا اور اس مقصد کے لئے سازمان مجاہدین اہل سنت ایران کے نام سے تنظیم قائم کی جس نے منظم انداز میں عالمی سطح پر اہل سنت ایران پر ہونے والے مظالم کو نشر کیا، عالمی رائے عامہ ان کے مذموم کردار کی طرف متوجہ ہوئی اور دنیا کے اطراف واکناف میں ایران کے غیر اسلامی انقلاب اور نااہل قیادت کے بارے میں سوچا جانے لگا۔ اہل سنت پر ایرانی حکومت کا عتاب اور بڑھ گیا۔ گرفتاریوں اور تشدد کا سلسلہ تیز تر ہو گیا۔ چنانچہ سینکڑوں علماء کردستان، خراسان، ہرمزگان اور بلوچستان سے گرفتار کئے گئے۔ اور بے گناہ پھانسیوں کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔ کردستان سے ایک عظیم عالم اور اسلامی دانشور کاک ناصر کو شہید کیا گیا، اور خراسان میں عبدالحق جعفری اور محمد عبدالواحدی کو بھی جرم ثابت ہوئے بغیر بے گناہ شہید کر دیا گیا۔ دو سال پہلے ایرانی اہل سنت کے ایک مایہ ناز سپوت اور ہونہار نوجوان عالم دین مولوی عبدالوہاب صدیقی خوافی کو ان کے شہر خواف میں گرفتار کیا گیا۔ دو سال تک جیل میں انتہائی تشدد اور درندگی کا نشانہ بنایا گیا اور بالآخر ۲۱ اپریل ۱۹۹۱ء کو انہیں شہید کر دیا گیا۔ عالمی کفریہ طاقتیں اور ایران کی مذہبی قیادت میں فکری وعملی ہم آہنگی ثابت ہو چکی ہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ ایران میں ہونے والے ان مظالم پر بالکل خاموش ہیں اور کبھی کبھار ہونے والے تبصرے بھی اس انداز میں کئے جاتے ہیں کہ گویا ایرانی نظام ایک عادلانہ اور واقعی انقلابی نظام ہے لیکن عالمی کفر اور اس کے اجیر نوکروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ عبدالوہاب کو پھانسی پر چڑھا کر انہوں نے اپنے اقتدار کی بنیاد کو ڈھانا شروع کر دیا ہے۔ عبدالوہاب اور اس طرح کے دیگر علماء کا جرم کیا تھا؟ صرف یہ کہ وہ سُنّی اور حق آگاہ تھے۔ اور ایران کی شیعہ حکومت نے ان حق آگاہ لوگوں کو جڑ سے مٹانے کے اپنے مذموم پروگرام پر عمل درآمد کر رکھا ہے جس کا واضح ثبوت یہی ہے کہ خمینی کی ہلاکت کے بعد سے اب تک صرف علماء میں سے چار مجاہدین اہل سنت (۱) مولانا قدرت اللہ جعفری (۲) علامہ ناصر سبحانی (۳) مولانا محمد عبدالواحدی اور (۴) مولانا عبدالوہاب صدیقی) شہید کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ جو نوجوان شہید کئے گئے ہیں ان کی تعداد اس سے فزوں تر ہے اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ آج بھی بہت سے علماء کرام جیل کی کوٹھڑیوں میں موت وحیات کی کشمکش میں زندگی گذار رہے ہیں، ظلم وتشدد اس انتہاء کو پہنچ چکا ہے کہ سنیوں کو اپنے گھروں اور شہروں اور دکانوں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ ذرائع ابلاغ تمام کے تمام شیعیت کے

خلاف زہر اُگل رہے ہیں اور شیعیت کے دامِ تزویر کا شکار ہیں۔ عالمی کفر کا بے غیرتی پر مبنی سکوت اور نام نہاد اقوامِ متحدہ کی سامراج نوازی بھی سنیانِ ایران کے لئے ایک بہت بڑی اضافی اذیت ہے۔ لیکن ایران کے غیور سنیوں نے عہد کیا ہے کہ شیعی حکومت کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہ ہونے دیں گے، اور مسلمانانِ عالم کا فرض ہے کہ وہ ایرانی مسلمانوں کی اس خالصتاً مؤمنانہ تگ و تاز میں ہر ممکن شرکت کریں۔ خدا کرے کہ عالمِ اسلام کی بیداری کا وہ روزِ سعید جلد طلوع ہو!

(بقیہ از صفحہ ۲۵)

الفردوس نصیب فرمائے۔ پوری ریاست بہاولپور میں سب سے پہلے رفیق نور احمد باغی مرحوم نے مجلس احرار اسلام کے قیام کا ڈول ڈالا اور ان کے ابتدائی ساتھیوں میں خان پور کے شیخ عبدالرحمن نومسلم مرحوم اور مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم درخواستی احمد پور لماں سے میاں غلام حسن بلوچ (حال مقیم فیروزہ) چاریکا روڈ سے نوابزادہ عبدالرازق خاں خاکوانی خیر پور سے صاحبزادہ ریاض احمد رحمانی، بستی مولویاں سے مولوی صالح محمد صاحب مرحوم پہلی راجن سے سید محمد علی شاہ (جو سرکاری مدرسہ کی ملازمت کی وجہ سے ثابت قدم نہ رہ سکے) کے علاوہ حضرت حبیب اللہ گمانوی جیسی قابل قدر شخصیات بھی شامل تھیں۔ اور پھر ریاست کے صدر مقام بہاولپور میں راقم الحروف ان سب احباب کا نیازمند تھا۔

بھائی شہباز مرحوم جب بہاولپور منتقل ہوئے تو انہوں نے مجلس احرار اسلام سے اپنے تعلقات استوار رکھے۔ کچھ عرصہ ڈویژنل مجلس کے ناظم نشرواشاعت بھی رہے۔ وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والی پریس کانفرنسوں کے انتظامات اور خبروں کی ترسیل، مجلسی پالیسی کی اشاعت میں کماحقہ دلچسپی لیتے رہے۔ مرحوم انتہائی خوش اخلاق ملنسار اور سادہ مزاج تھے۔ "سیادت" اور "دستور" میں ان کی ادارت کے دوران کئی ایک بار ان کے رہائشی کمرہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو اسے بھی سادہ اداؤں کا مسکن دیکھا۔ مجھے وہاں سوائے دو چارپائیوں (معمولی قسم کی) ایک کرسی سادہ قسم کے بستر اور دو چار کھانے پینے کے برتنوں کے علاوہ مطالعہ کی ایک دو کتابوں کے سواء اور کچھ نظر نہ آیا۔

علاقہ رحیم یار خاں سے ان کے برادری اور علاقہ کے افراد اور جماعتی احباب کو جب کبھی بہاول وکٹوریہ ہسپتال کی ضرورت پیش آتی یا سرکاری دفتروں سے متعلقہ کاروبار پیش نظر ہوتا تو سب کی نگاہیں ان کے مہربان شہباز مرحوم پر پڑتیں اور موصوف باوجود اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور خرابیٔ صحت کے ان کے لئے کماحقہ دوڑ دھوپ کرتے نظر آتے۔ غرض موصوف ؎ اے مجموعہ خوباں بچہ نامت خوانم کے مصداق تھے۔

اللہ تبارک تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اعلیٰ علیین میں سرفراز فرمائیں۔ ان کے فرزندان اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں۔ اور تمام عزیزان اور شاگردان کو ان کے نقشِ قدم پر زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین

تعزیت کے لئے حاضر ہونے میں عوارضات مانع ہیں۔ اس لئے اس عریضہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ "احرار" دعوات صالحہ سے فراموش نہ کیا کریں۔ احباب کی خدمت میں سلام دعاء۔ والسلام مع الاکرام دعا گو و دعا جو

بندہ محمد حسن چغتائی عفی عنہ المرقوم ۲۰ جنوری ۱۹۹۲ء شاہدرہ روڈ کوثر کالونی بہاولپور